# سنت کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

مولوی عمیر

ایک عرصہ سے یہ بات ذہن میں تھی کہ سنت کی اہمیت پر چند چیزیں جمع کروں، کیونکہ ہمارے معاشرے میں عام خیال یہ ہے کہ جب کسی عمل کو سنت کہا جاتا ہے تو اس کو صرف اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ کرنے پر تو ثواب ہے، لیکن چھوڑنے پر باز پرس نہیں ہوگی، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو جب سنت کا سنتے تو کان کھڑے ہو جاتے اور اس کو کر گزرتے، جبکہ ہمارے معاشرے میں سنت کو ٹال دیا جاتا ہے، گویا یہ عمل کرنے کی چیز ہی نہیں۔

## سنت کا لغوی معنی

لغوی معنی: خاص طریقہ، ضابطہ، طرز، وغیرہ۔

## سنت کا اصطلاحی معنی

محدثین کے نزدیک سنت: ہر وہ قول، فعل، تقریر اور صفت ہے (چاہے پیدائشی ہو یا بعد میں اپنائی ہوئی ہو) جس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جائے، برابر ہے کہ وہ رسالت ملنے سے پہلے ہو یا بعد میں۔

فقہاء کے نزدیک سنت کی تعریف یہ ہے کہ: ہر وہ فعل جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی حیثیت سے ہمیشہ کیا ہو اور کبھی کبھار بغیر کسی عذر کے اس کو چھوڑا بھی ہو۔

لفظ ''سنت'' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہم استعمال فرماتے ہیں تو اس کا معنی ہوتا ہے: ''شریعت میں بتایا ہوا ہر وہ طریقہ جس کی دین میں پیروی کی جاتی ہے''۔ اس تعریف میں وسعت ہے اور اس میں فقہاء کی اصطلاحیں: واجب، سنت اور مستحب تمام شامل ہیں، جیسا کہ علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قواعد التحدیث'' میں اس بات کی طرف نشاندہی کی ہے، فرمایا:

''تنبیه – ذکرنا أن السنة لغة : الطریقة، والمراد بها فی اصطلاح الشارع وأهل

عصرہٖ ما دل علیه دلیل من قولهٖ صلی اللّٰہ علیه وسلم أو فعلهٖ أو تقریرہٖ ولهٰذا جعلت السنة مقابلة للقرآن، وبهٰذا الاعتبار تطلق علی الواجب، کما تطلق علیٰ المندوب، وأما ما اصطلح علیه الفقهاء وأهل الأصول من أنها خلاف الواجب فهو اصطلاح حادث وعرف متجدد''۔ (قواعدالتحدیث،ص:۱۴۶)

''تنبیہ- ہم بیان کرچکے کہ سنت کا لغوی معنی ہے: خاص طرز وانداز، جبکہ صاحب شریعت -علیہ السلام- اور ان کے دور میں سنت ہر اس چیز کا نام ہے جس کی طرف رہنمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر سے ملتی ہو، اس وجہ سے سنت کو قرآن کریم کے مقابل علیحدہ درجہ دیا گیا، اس حیثیت سے واجب پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جس طرح مستحب پر، اور جہاں تک فقہاء اور اصولیوں کی اصطلاح میں ''سنت'' کا تعلق ہے تو یہ واجب سے ہٹ کر علیحدہ درجہ ہے، لہٰذا یہ بعد کی اصطلاح ہے اور نیا عرف ہے''۔

لہٰذا احادیث مبارکہ میں جب ''من السنة کذا'' یا ''سنتی'' وغیرہ استعمال ہوتے ہیں تو واجب، سنت اور مستحب تینوں میں سے کوئی بھی حکم اس سے مراد ہوسکتا ہے۔

جب فقہی اصطلاح میں لفظ ''سنت'' مشہور ہوا تو لوگوں نے حدیث میں سنت کے لفظ سے وہی معنی مراد لینا شروع کردیا جس میں اس عمل کے کرنے کی ترغیب ہوتی ہے اور اس کا کرنا لازم نہیں ہوتا، اس طرف توجہ کی ضرورت ہے، تاکہ حدیث کے معنی میں غلط فہمی سے بچا جاسکے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سنت' فقہاء کی اصطلاح میں فرض وواجب سے کم تر درجہ رکھتی ہے، جبکہ احادیث میں وارد لفظ ''سنت'' واجب، سنت اور مستحب تینوں پر بولا گیا ہے، لہٰذا کسی عمل کے سنت ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے لفظ ''سنت'' کے استعمال سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

احادیث مبارکہ سے چند مثالیں جن میں لفظ ''سنت'' استعمال ہوا ہے:

۱-عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال لی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا بنیّ! إن قدرت أن تصبح وتمسی لیس فی قلبک غشّ لأحد فافعل، ثم قال لی: یا بنیّ! وذلک من سنتی، ومن أحیا سنتی فقد أحبنی، ومن أحبنی کان معی فی الجنة''۔ (رواہ الترمذی فی ابواب العلم، ج:۷،ص:۳۲۲)

ترجمہ:......''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! اگر تم صبح وشام اس حال میں کرسکو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ ہو تو ایسا کرو، پھر مجھ سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! یہ میری سنت (وطریقہ) میں سے ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس

نے مجھ سے محبت کی تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا‘‘۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں لفظ’’سنت‘‘ طریقے کے معنی میں استعمال ہوا، نہ کہ واجب سے کم تر درجہ کے لیے۔

۲-عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ قال: قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ما أری علی أحد لم یطف بین الصفا والمروۃ شیئاً وما أبالی أن لا أطوف بینهما، قالت: بئس ما قلت یا ابن أختی! طاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطاف المسلمون، فکانت سنۃ...الخ ‘‘۔ (رواہ مسلم فی کتاب الحج، ج:۹،ص:۲۵)

’’وفی روایۃ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا: قد سنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطواف بینهما، فلیس لأحد أن یترک الطواف بینهما‘‘۔ (رواہ مسلم فی کتاب الحج، ج:۹،ص:۲۶)

ترجمہ:......’’حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے خیال میں جس نے صفا ومروہ کے درمیان سعی نہیں کی اس پر کوئی گناہ نہیں، اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں ان دونوں (یعنی صفا ومروہ) کے درمیان سعی نہ کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے غلط کہا۔ اے میرے بھانجے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے دونوں کے درمیان طواف (سعی) کیا ہے، تو یہ ضابطہ ہوگیا، الخ‘‘۔ ......ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کو ضابطہ قرار دیا ہے، چنانچہ کسی کے لیے ان دونوں کے درمیان سعی چھوڑنے کی گنجائش نہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

’’تنبیہ: قول عائشۃ رضی اللہ عنہا ’’سنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطواف بین الصفا والمروۃ‘‘ أی فرضہ بالسنۃ، ولیس مرادها نفی فرضیتها‘‘۔ (فتح الباری، ج:۳،ص:۵۰۱)

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ’’سنّ‘‘ کہہ کر اس کی فرضیت مراد لی، نہ کہ فرضیت کا انکار کیا ہے۔

۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے ظلماً قتل کا تذکرہ ہے، اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

’’فکان خبیب هو سنّ الرکعتین لکل امرئ مسلم قتل صبرًا‘‘۔

(رواہ البخاری فی کتاب الجهاد، ج:۳،ص:۱۱۰۸)

ترجمہ:......’’تو خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے دو رکعتوں کی بنیاد رکھی ہر اس مظلوم مسلمان کے لیے جس کو قتل کیا جارہا ہو‘‘۔



www.banuri.edu.pk

فائدہ: اس حدیث شریف میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ''ســـن'' کا لفظ طریقے کے لیے استعمال کیا، اس کو کوئی قتل کے وقت دو رکعت کے سنت ہونے کے لیے دلیل نہیں بنا سکتا۔

۴-عن أنس رضی اللہ عنہ أن أهل اليمن قدموا على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقالوا: أبعث معنا رجلاً يعلمنا السنة والإسلام، قال: فأخذ بيد أبي عبيدة رضی اللہ عنہ، فقال: هذا أمين هذه الأمة''۔ (رواه مسلم فی کتاب الفضائل، ج:۱۰،ص:۱۸۷)

ترجمہ:......''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص بھیج دیجئے جو ہمیں اسلام اور (دین) کا راستہ اور طریقہ کار سکھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا: یہ اس امت کا امانت دار ہے''۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں بھی لفظ ''سنت'' راستے اور طریقہ کار کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہ اس درجہ کے لیے استعمال نہیں ہوا جو واجب سے کم تر ہوتا ہے۔

ان مثالوں سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ سنت کا معنی حدیث میں ''الطريقة المسلوكة في الدين'' ہے، یعنی ''شریعت کا بتایا ہوا ہر وہ طریقہ وانداز جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ سنت کی اس تعریف کو علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''کتاب التعريفات'' میں ذکر کیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ نے فلاں سنت ترک کردی تو جواب ملتا ہے: جی سنت ہی تو ہے، جبکہ سنت میں کرنے کا پہلو بھی ہے، اس طرف توجہ نہیں ہوتی، جبکہ ہمارے بڑے تو شریعت کے ہر حکم کی بجا آوری میں کوشاں رہتے تھے اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ یہ فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا مستحب، بلکہ کر گزرتے تھے۔

سنتوں پر عمل پیرا ہونا فرائض وواجبات کی حفاظت کا سبب ہے اور اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے ہر ہر حکم کی تابعداری کی توفیق نصیب فرمائے، آمین بجاہ حرمۃ النبی الأمی الکریم۔

☆☆☆



www.banuri.edu.pk